اقبال اور اعلیٰ حضرت محمد نادر شاہ شہید

ڈاکٹر عبدالرؤف رفیقی

خلاصہ

اقبال کا افغانستان اور افغانوں سے گہرا تعلق رہا۔ افغان سیاسی شخصیات میں غازی امان اللہ کے بعد محمد نادر شاہ دوسری شخصیت تھے جن سے علامہ کے قریبی مراسم تھے۔ افغانستان کی تعمیر نو کے سلسلے میں علامہ نے نادر شاہ سے ہر ممکن تعاون کیا۔ ملاقاتوں کے علاوہ نادر شاہ سے علامہ کی خط و کتابت بھی رہی۔ جب نادر شاہ برسر اقتدار آئے تو علامہ ان کی دعوت پر افغانستان تشریف لے گئے۔ جب نادر شاہ کو قتل کیا گیا تو علامہ نے ظاہر شاہ کے نام خط میں اسے پورے اسلام کے لیے عظیم نقصان قرار دیا۔

افغان سیاسی شخصیات میں غازی امان اللہ خان کے بعد دوسری شخصیت اعلیٰ حضرت محمد نادر شاہ غازی تھے جن سے حضرت علامہ کے مراسم تھے۔ اقبال ان کی شخصیت، مدبرانہ فراست اور دلیرانہ جرأت کے مداح تھے۔ حضرت علامہ نے اعلیٰ حضرت محمد نادر شاہ سے پہلی ملاقات فروری ۱۹۲۹ء میں لاہور ریلوے اسٹیشن پر کی تھی جس وقت وہ افغانستان میں بچہ سقّہ کے خونیں انقلاب کے بعد دوبارہ جدوجہد شروع کرنے کے لیے جا رہے تھے۔ فقیر سید وحید الدین نے اس ملاقات کے احوال کو یوں بیان کیا ہے:

ڈاکٹر صاحب تنگ دستی کے باوجود، اپنی ساری پونجی کئی سو روپوں کی صورت میں لے کر نادر خان سے ملے اور کہا آپ جس نیک مقصد کے لیے جا رہے ہیں، اس کے لیے روپوں کی اشد ضرورت ہوگی، اس لیے میرا یہ ہدیہ قبول فرمائیے۔ نادر خان اس پیش کش پر حیران رہ گیا۔[1]

ڈاکٹر ظہیر الدین یہی رقم کئی سو کے بجائے پانچ ہزار روپے بتاتے ہیں:

گاڑی کے روانہ ہونے سے کچھ دیر پہلے اقبال نے ان سے تخلیے میں کہا: تم ایک بڑی مہم پر جا رہے ہو، میں ایک فقیر آدمی ہوں، نیک تمناؤں اور دعاؤں سے ہی تمھاری خدمت کر سکتا ہوں۔ اتفاق سے پانچ ہزار کی رقم میرے ساتھ ہے، اگر یہ تمھارے کام آ سکے تو مجھ کو بڑی خوشی ہوگی۔ نادر خان نے جو چشم پُر آب تھا، فقیر کی اس دین کو بڑا نیک شگون سمجھا اور بڑے احترام سے اس ہدیے کو قبول کر لیا۔[2]

گویا بچہ سقّہ کے برباد کن انقلاب کے بعد افغانستان کی تعمیر نو میں حضرت علامہ کی جمع کردہ کچھ رقم بھی شامل تھی۔ یہ افغانستان اور افغانوں سے حضرت علامہ کے عشق کا بین ثبوت ہے۔ آپ نہ صرف افغانوں سے توقعات وابستہ رکھتے تھے جن کا اظہار اشعار میں جا بجا فرمایا ہے بلکہ آپ نے عملاً بھی افغانوں کی حالت زار کو بدلنے میں حصہ لیا۔

حضرت علامہ اور اعلیٰ حضرت محمد نادر شاہ کی اس پہلی ملاقات میں ایک دلچسپ واقعہ بھی پیش آیا جسے ڈاکٹر سعید اللہ صاحب نے ملفوظات اقبال میں اقبال کی زبانی محفوظ کیا ہے:

نادر خان سے جب اول مرتبہ ملاقات ہوئی تو وہ کابل جاتے ہوئے لاہور میں ٹھہر گئے تھے۔ وہ میری صورت دیکھ کر بہت حیران ہوئے۔ کہنے لگے: آپ اقبال ہیں۔ میں تو سمجھتا تھا کہ آپ لمبی داڑھی والے بزرگ صورت ہوں گے۔ میں نے کہا: ''آپ سے زیادہ مجھے حیرانی ہے۔ آپ تو جرنیل ہیں، میں سمجھتا تھا، آپ دیو ہیکل ہوں گے مگر آپ میں جرنیلی کی کوئی شان نہیں، اس قدر دُبلے پتلے۔''[3]

نادر خان لاہور سے پشاور چلے گئے جہاں سے وہ کرم ایجنسی سے نکل کر علی خیل میں اپنے سیاسی اُمور چلاتے رہے۔ اس دوران نادر شاہ اور حضرت علامہ میں خط کتابت ہوتی رہی، بقول اللہ بخش یوسفی:

دوران علی خیل، نادر خان اور علامہ ڈاکٹر سر محمد اقبال میں خفیہ نوعیت کی خط کتابت جاری رہی۔ علی خیل سے ان کے خطوط ایم اے حکیم تک پہنچائے جاتے تھے، وہاں سے لاہور پہنچانا میرا کام تھا اور اس کام میں میرے دوست عبدالمجید سالک میرے مدد ومعاون تھے..... علی خیل سے نادر خان نے سائیکلو اسٹائل پر اصلاح نامی اخبار بھی جاری کیا تھا۔ اس کا پہلا پرچہ جب میں نے علامہ اقبال کی خدمت میں پیش کیا تو اسے دیکھتے ہی فرمانے لگے: نادر خان کامیاب ہے۔[۴]

علامہ اور نادر خان کے درمیان یہ خطوط ممکن ہے کہ آج بھی انڈیا آفس لائبریری میں محفوظ ہوں کیونکہ یہ خطوط برطانوی حکومت کے ہاتھ آئے تھے۔ علامہ کے عزیز خالد نظیر صوفی نے انکشاف کیا ہے:

علامہ اقبال اور شاہ افغانستان کے مابین خط کتابت تھی مگر یہ خطوط ایک معتمد نے چوری کر کے برطانوی گورنمنٹ کے ہاتھ فروخت کر دیے۔[۵]

ان خطوط میں ایک خط انقلاب میں اشاعت کی بدولت محفوظ ہو گیا ہے۔ یہ خط نادر خان نے علی خیل سے ۹ ربیع الثانی ۱۳۴۸ھ کو تحریر کیا تھا۔

''ھواللہ''

تحریر روز شنبہ ۹ ربیع الثانی ۱۳۴۸ھ مقام علی خیل

جناب فاضل محترم ایم اے پی ایچ ڈی بیرسٹرایٹ لا محمد اقبال صاحب

افغانستان نزدیک تباہی وملت بیچارہ اش دوچار تہلکہ بزرگ است وخیلی احتیاج بہ ہر گونہ معاونت برادرانہ ہمدردان وبرادران ہندی خود دارد۔ اقدامات خیرخواہانہ جناب شما دریں وقت خیلی بما معاونت می نماید۔ خصوصی مسئلہ اعانت مالی کہ آنرا بیشتر ذریعہ اصلاح ہم بہ برادراں ہندی خود اشاعت کردم امید است کہ آن فاضل محترم کہ بایں مصیبت افغانستان روحاً شرکت دارند از حدیث خویش دریں موقعہ کارگرفتۂ ملت متالم افغانستان را مشکور وممنون ابدی فرمائید۔

بااحترامات لائقہ

محمد نادر خان

(ترجمہ)

جناب فاضل محترم سر محمد اقبال صاحب

افغانستان تباہی کے نزدیک ہے اور بے چاری افغان قوم کو بہت بڑی ہلاکت کا سامنا ہے۔ افغانستان اپنے بھائیوں کی امداد واعانت کا محتاج ہے۔ آپ ایسے وقت میں جو خیرخواہانہ قدم اُٹھا رہے

ہیں، وہ ہمارے لیے ڈھارس کا موجب ہے خصوصاً مالی امداد کا مسئلہ جس کے متعلق اخبار اصلاح کے ذریعے اپنے ہندی بھائیوں کے لیے شائع کر چکا ہوں، بہت حوصلہ افزا ہے۔ اُمید ہے کہ جناب فاضل محترم افغانستان کی موجودہ مصیبت میں روحانی طور پر شریک ہیں۔ اس موقع پر اپنی مساعی سے کام لے کر افغانستان کی رنج زدہ قوم کو ہمیشہ کے لیے ممنون و مشکور فرمائیں گے۔

بااحترامات لائقہ

محمد نادر خان[۶]

جس وقت جنرل نادر خان بچہ سقّہ کے خلاف مصروفِ جہاد تھے، مسلمانانِ ہند نے ان کو مالی امداد بہم پہنچانے کا سلسلہ شروع کیا۔ اس مقصد کے لیے ۳/اکتوبر ۱۹۲۹ء کو علامہ اقبال کے زیر صدارت ایک جلسہ منعقد ہوا[۷] اس جلسے میں جو لاہور میں سعادت خان کے مکان پر ہوا تھا، باہمی مشورہ سے باتفاق یہ طے پایا کہ امداد مہیا کرنے کے لیے نادر خان ہلال احمر فنڈ قائم کیا جائے۔ سرمائے کی فراہمی کے لیے ایک مجلس عاملہ بنائی گئی۔ علامہ اقبال نے ۱۱/اکتوبر ۱۹۲۹ء کو قوم سے حسب ذیل اپیل کی:

برادرانِ ملت و جوانانِ اسلام

افغانستان کے حالات آپ کو معلوم ہیں۔ اس وقت اسلام کی ہزار ہا مربع سرزمین اور لاکھوں فرزندانِ اسلام کی زندگی اور ہستی خطرے میں ہے اور ہمدرد اور غیور ہمسایہ ہونے کی حیثیت سے مسلمانانِ ہند پر ہی یہ فرض عائد ہوتا ہے کہ وہ افغانستان کو بادِ فنا کے آخری طمانچے سے بچانے کے لیے جس قدر دلیرانہ کوشش بھی ممکن ہو، کر گزریں۔

لاہور میں جنرل نادر خان اور افغانستان کے زخمی سپاہیوں، بیوہ عورتوں اور یتیم بچوں کی امداد و اعانت کے لیے ''نادر خان ہلال احمر سوسائٹی'' قائم ہو چکی ہے۔ جس کا دفتر بالعموم صبح چھ بجے سے لے کر دس بجے رات تک برکت علی اسلامی ہال میں کھلا رہتا ہے۔

حالات کی نزاکت کو مدِ نظر رکھتے ہوئے انجمن نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ وہ کم سے کم وقت میں لاہور اور ہندوستان سے زیادہ سے زیادہ روپیا جمع کرنے کے لیے اپنی قوت و کشش صرف کر دے۔ اس غرض کے لیے اسے ایثار پیشہ کارکنوں کی ضرورت ہے جو رضا کارانہ حیثیت سے مقررہ وقت پر اور منظّم طریق سے لاہور میں کام کریں۔

اس کے علاوہ دفتر کو تمام ملک سے خط و کتابت کرنا ہے، ہزاروں اپیلیں بھیجنی ہیں، سیکڑوں اخبارات اور ہر ایک شہر کے رؤسا، امرا اور اسلامی انجمنوں کو خطوط لکھنے ہیں۔ ظاہر ہے کہ اس قدر وسیع کار جو لاہور کے ہر ایک گلی کوچے پر مسلط ہو اور دوسری طرف تمام ملکی اخبارات اور تمام اسلامی انجمنوں اور بستیوں پر محیط ہو، مستقل مزاج، سنجیدہ، درد مند، ذی عزم اور با احساس کارکنوں کی امداد کے بغیر ممکن نہیں ہے۔

جنرل نادر خان کی امداد کو اس کی حقیقی اہمیت کے مطابق وسعت دینے کے لیے اسے جواں ہمت کارکنوں کی ضرورت ہے جو مقامی طور پر وارڈ وار پبلک جلسوں کے انعقاد اور ملکی اخبارات، انجمنوں، کارکنوں اور تمام فیاض اور ذی استطاعت اصحاب سے خط و کتابت کرنے میں انجمن کو امداد دیں۔

میں اپنے تمام سنجیدہ اور مخلص عزیزوں سے جن کے دل میں اسلام کا درد ہے جو آزاد اور متحد افغانستان کی اہمیت کو سمجھتے ہیں، ان تمام مقامی انجمنوں کے اراکین سے جو ''نادر خان ہلال احمر سوسائٹی'' سے تعاون واشتراکِ عمل کے لیے آمادہ ہوں، بڑے زور سے اپیل کرتا ہوں کہ وہ برکت علی اسلامیہ ہال میں قریشی صاحب سے ملیں اور اپنے وقت کا کچھ حصہ معمولی تفریح یا کم ضروری مشاغل سے بچا کر انجمن ہلال احمر کے کام میں صرف کریں اور یقین کریں کہ یہاں لاہور میں آپ کا ایسا کرنا وہاں افغانستان میں پہنچ کر نادر خان صاحب کی امداد کرنے کے مترادف ہوگا۔[۸]

بچہ سقہ کی فوجوں کو شکست ہوگئی اور اعلیٰ حضرت محمد نادر شاہ غازی ۲۳ میزان ۱۳۰۸ھ ش بمطابق ۱۷/اکتوبر ۱۹۲۹ء افغانستان کے بادشاہ بن جاتے ہیں۔[۹]

نادر خان ہلال احمر فنڈ کے لیے محمد جمیل صاحب سے دس روپے کا چندہ ملتا ہے، علامہ شکریے کے طور پر انھیں ۴/نومبر ۱۹۲۹ء کو انگریزی میں مکتوب بھیجتے ہیں۔ اس کا ترجمہ حسبِ ذیل ہے:

ہلال احمر فنڈ کے لیے دس روپے کے عطیے کا شکریہ۔ مجھے اُمید ہے احباب بنگلور جن سے میں نے اس سلسلے میں اعانت کی درخواست کی تھی، فراخ دلی سے چندہ دیں گے۔ ہمارے اٹک پار بھائیوں کی طرف سے جو ذمہ داری ہم پر عائد ہوتی ہے، وہ ان حضرات کو یاد دلایئے۔ افغانستان کا استحکام مسلمانانِ ہندوستان اور وسطی ایشیا کے لیے وجہ جمعیت وتقویت ہے۔ بچہ سقہ اپنے گیارہ ساتھیوں سمیت قتل ہو چکا ہے اور نادر خان بادشاہ بتدریج استحکام حاصل کر رہے ہیں۔[۱۰]

یاد رہے کہ یہ خط لکھنے سے صرف ایک روز پیشتر ۳/نومبر ۱۹۲۹ء بمطابق ۱۱/عقرب ۱۳۰۸ھ ش کو بچہ سقہ حبیب اللہ اور ان کے حسبِ ذیل ساتھیوں کو پھانسی دی گئی تھی۔

۱- حمید اللہ (بچہ سقہ حبیب اللہ کا بھائی)
۲- سید حسین وزیر جنگ
۳- ملک محسن گورنر کابل
۴- شیر جان وزیر دربار
۵- محمد صدیق فرقہ مشر (فوجی سربراہ)
۶- محمد محفوظ قوماندان امیند
۷- قلعہ بیگی وغیرہ

۴/مارچ ۱۹۳۰ء کو ایک بار پھر محمد جمیل صاحب کے نام ایک اور مکتوب میں افغانستان میں امن و امان اور محمد نادر شاہ سے متعلق خوش بینی کا اظہار یوں کرتے ہیں:

افغانستان میں دوبارہ امن قائم ہوتا جاتا ہے۔ نادر خان ملک کو شاہراہ ترقی پر ڈالنے کی بے حد کوشش فرما رہے

ہیں۔ وہ افغانوں کے محبوب ہیں اور نیم پنجابی بھی۔ ان کی والدہ لاہور میں پیدا ہوئیں اور یہیں پرورش پائی۔[۱۲]

نادر خان غازی برسر اقتدار آنے کے بعد، علامہ سے دیرینہ رفاقت کا حق ادا کرتے ہوئے انھیں افغانستان آنے کی دعوت دیتے ہیں۔ لیکن اس باقاعدہ دعوت سے پہلے بھی افغانستان سے قلبی و روحانی تعلق وعقیدت کی بنا پر وہاں کا سفر کرنے کے بارے میں سوچتے رہے۔ جس کا تذکرہ وقتاً فوقتاً ان کی مختلف تحریرات اور مکتوبات میں ملتا ہے۔ محمد نادر شاہ غازی کی جانب سے افغانستان آنے کا باقاعدہ دعوت نامہ وصول کرتے ہیں، تو اس کا ذکر یوں کرتے ہیں:

از حضور او مرا فرماں رسید
آنکہ جانِ تازہ در خاکم دمید
سوختیم از گرمیِ آواز تو
اے خوش آں قومے کہ داند راز تو
از غم تو ملتِ ما آشنا ست
می شناسیم ایں نواہا از کجاست[۱۳]

چنانچہ حضرت علامہ ۲۰/اکتوبر ۱۹۳۳ء کو لاہور سے روانہ ہوئے۔ علامہ کے ساتھ پروفیسر ہادی اور سر راس مسعود کے ساتھ بیرسٹر غلام رسول خان بطور سیکرٹری تھے۔ ڈین ہوٹل پشاور میں رات بسر کرنے کے بعد ۲۱/اکتوبر کی صبح حکومت افغانستان کی طرف سے فراہم کردہ خصوصی موٹر کار میں پشاور سے کابل روانہ ہوئے۔ رات جلال آباد میں بسر کی۔ اگلے روز ۲۲/اکتوبر ۱۹۳۳ء کو جلال آباد سے روانہ ہو کر شام کو کابل پہنچے۔

کابل میں مصروفیات کے دوران حضرت علامہ اور سر راس معود کی ملاقات نادر شاہ غازی سے بھی ہوئی۔ اس ملاقات میں علامہ کے مطابق عصر کی نماز انھوں نے نادر شاہ کی اقتدا میں پڑھی۔ بقول علامہ ؎

وقت عصر آمد صدائے الصلوات
آں کہ مومن را کند پاک از جہات
انتہائے عاشقانِ سوز و گداز
کردم اندر اقتدائے او نماز

ڈاکٹر ظہیر الدین احمد اسے مغرب کا وقت قرار دیتے ہوئے تحریر کرتے ہیں:

پہلی ملاقات میں مغرب کی نماز کے موقع پر نادشاہ نے اقبال سے امامت کی درخواست کی۔ اقبال نے کہا: نادر میں نے اپنی عمر کسی شاہ عادل کی اقتدا میں نماز پڑھنے کی تمنا میں گزار دی ہے۔ اب جب کہ خدا نے فقیر کی اس مراد کو پورا کرنے کے اسباب مہیا کر دیے ہیں تو کیا تو مجھے اس نعمت سے محروم کرنا چاہتا ہے۔ آج میں تیری اقتدا میں نماز پڑھوں گا۔ امامت تجھ کو کرنی ہوگی۔[۱۵]

نہیں معلوم کہ ڈاکٹر ظہیر الدین احمد کی اس ''چشم دید'' روایت کا مآخذ کیا ہے؟

اس ملاقات میں حضرت علامہ نے جنرل نادر خان کو قرآن کریم کا ایک نسخہ پیش کیا:

در حضور آں مسلمان کریم
ہدیہ آوردم ز قرآن عظیم
گفتم ایں سرمایۂ اہل حق است
در ضمیر او حیاتِ مطلق است
اندرو ہر ابتدا را انتہا است
حیدر از نیروے او خیبر کشا است[۱۶]

اس تحفے کے لیے جنرل نادر خان نے علامہ کا شکریہ ادا کرتے ہوئے کہا خود علامہ سے ؎

کوہ و دشت از اضطرابم بے خبر
از غمانِ بی حسابم بے خبر
نالہ با بانگِ ہزار آمیختم
اشک با جوئے بہار آمیختم
غیر قران غمگسارِ من نہ بود
قوتش ہر باب را بر من کشود[۱۷]

اس لمحے کی روداد کا صاحبِ مکالمات اقبال نے یوں محفوظ کیا ہے:

علامہ- اہل حق کی یہی دولت وثروت ہے اس کی بدولت باطن میں حیات مطلق کے چشمے بہتے ہیں۔ یہ ہر ابتدا کی انتہا اور ہر آغاز کی تکمیل ہے۔ اس کی بدولت مومن خیبر شکن بنتا ہے میرے کلام میں تاثیر اور میرے دل میں سوز و گداز سب اسی کا فیضان ہے۔

نادر شاہ- جب میں جلاوطن تھا اور کوہ وصحرا میں غم زدہ وقت کاٹ رہا تھا جب میرے پاس زندگی کے وسائل کی کمی تھی اور مادی طاقت کا فقدان تھا جب کوئی ساتھی اور غم خوار نہ تھا تو یہی کتاب میری رفیق اور رہنما اور ہمدرد وغمگسار تھی۔[۱۸]

بادشاہ چونکہ کابل شہر کی مختلف مسجدوں میں باری باری نماز جمعہ ادا کرتے تھے۔ جمعہ ۲۷/ اکتوبر کو اس روز شہر کی سب سے بڑی مسجد پل خشتی میں نماز پڑھنے والے تھے۔ علامہ اپنے ساتھیوں کے ساتھ نماز جمعہ ادا کرنے مسجد پل خشتی گئے۔ مسجد میں بادشاہ کے لیے مقصورہ بنا ہوا تھا۔ مہمانوں کو بھی مقصورہ میں جگہ دی گئی۔[۱۹]

جمعرات ۲/ نومبر ۱۹۳۳ء کو چمن کے ذریعے ہندوستان میں داخل ہو کر حضرت علامہ نے سیر افغانستان کا اختتام کیا۔ ۶/ نومبر کو اپنے ہمسفروں کی ایما پر اپنے دورہ افغانستان کے حوالے سے ایک اخباری بیان جاری کیا جس میں اعلیٰ حضرت نادر شاہ غازی کا تذکرہ خصوصی طور پر کیا گیا ہے:

اعلیٰ حضرت شاہ افغانستان نے ہمیں شرف باریابی بخشا اور کافی طویل گفتگو ہوتی رہی۔ اعلیٰ حضرت کی سب سے بڑی خواہش یہ ہے کہ ان کا ملک پھلے پھولے اور اپنے ہمسایہ ممالک سے صلح و آشتی قائم رکھے۔ افغانستان آج تک ایک متحد ملک ہے جہاں ہر طرف بیداری کے آثار پائے جاتے ہیں۔ اور حکام کافی سوچ بچار کے بعد نئے پروگرام بنا رہے ہیں۔ افغانستان سے ہم اس یقین کے ساتھ واپس لوٹے ہیں کہ اگر موجودہ حکام کو دس سال تک اپنا کام جاری رکھنے کا موقع مل جائے تو بلا شک وشبہ افغانستان کا مستقبل شاندار ہوگا۔[۲۰]

ابھی اس اخباری بیان کو دو دن بھی نہیں گزرے تھے کہ بدھ ۸/نومبر ۱۹۳۳ء بمطابق ۱۶/عقرب ۱۳۱۲ھ ش کابل میں اعلیٰ حضرت محمد نادر شاہ کو شہید کر دیا گیا۔ حضرت علامہ نے ۱۵/نومبر ۱۹۳۳ء کو نادر شاہ شہید کے جانشین المتوکل علی اللہ محمد ظاہر شاہ کے نام حسبِ ذیل تعزیتی مکتوب میں اپنے دلی جذبات کا اظہار کیا:

۱۵/نومبر ۱۹۳۳ء

اعلیٰ حضرت محمد نادر شاہ کے قتل کی خبر سے مجھے ذاتی حیثیت سے بے حد صدمہ پہنچا ہے۔ اعلیٰ حضرت شہید کی خدمت میں گذشتہ کئی سال سے مجھے نیاز حاصل تھا۔ اور میں ان کی شفقت اور محبت کو کبھی فراموش نہیں کر سکتا۔ اللہ تعالیٰ شہید کی روح کو اعلیٰ علیین میں جگہ دے اور آپ کے لیے اس جلیل القدر شہید کی یاد موجب رہنمائی ہو۔ اور اللہ تعالیٰ آپ کو افغانستان کی خدمت کے لیے مدت دراز تک زندہ رکھے۔ ملتِ افغانی نے اتفاق آرا سے آپ کے حضور میں اطاعت کر کے جس دانشمندی اور جذباتِ تشکر کا ثبوت دیا ہے، اس کی تحسین میں ساری دنیا ہم زبان وہم آہنگ رہے گی۔[۲۱]

موصوف نے اپنے والد کی شہادت پر حضرت علامہ کے تعزیتی مکتوب کا جواب یوں ارسال کیا:

کابل ۲۳/نومبر ۱۹۳۳ء

از اظہارِ تعزیت وتالم شما بہ نسبت شہادت دردناک اعلیٰ حضرت محبوب افغانستان محمد نادر شاہ غازی متشکرم محمد ظاہر خان[۲۲]

نادر شاہ شہید کی تعزیت حضرت علامہ نے محمد ظاہر شاہ کے علاوہ تمام افغان ملت سے بھی کی۔ وزیر اعظم افغانستان کے نام حضرت علامہ کے تعزیتی مکتوب کا متن مندرجہ ذیل ہے:

میں نے اعلیٰ حضرت محمد نادر شاہ کے غدارانہ قتل کی خبر سے نہایت شدید رنج واندوہ محسوس کیا۔ اللہ تعالیٰ اعلیٰ حضرت شہید کی روح کو خلعتِ مغفرت عطا فرمائے۔ آپ نجات دہندہ افغانستان اور زمانۂ حاضر کے جلیل ترین حکمرانوں میں سے تھے۔ اور آپ کے انتقال کا نقصان تمام دنیائے اسلام میں محسوس کیا جائے گا۔ اعلیٰ حضرت شہید کی ذاتی شجاعت، ذاتی تقویٰ اور اسلام اور افغانستان سے محبت آئندہ نسلوں کے لیے بہت بڑی ہمت افزائی اور تحریک عمل کا باعث ہوگی۔ از راہ نوازش میری طرف سے دلی ہمدردی کا اظہار اعلیٰ حضرت محمد ظاہر شاہ، سید شاہ محمود خان اور دیگر افرادِ خاندان شاہی کی خدمت میں پہنچا دیجیے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ آپ کو اس صدمے میں صبر و ثابت قدمی کی توفیق عطا فرمائے۔[۲۳]

۱۹۳۴ء میں جمال الدین احمد (بی اے آنرز) اور محمد عبدالعزیز نے افغانستان پر انگریزی زبان میں ایک کتاب لکھی۔ مقدمہ لکھنے کے لیے ان کی نگاہ انتخاب علامہ اقبال پر پڑی۔ علامہ نے اس کتاب کا دیباچہ تحریر کیا جس کے فارسی ترجمے کو بعد میں مجلّہ کابل نے اہتمام سے شائع کیا۔ اس میں بھی اعلیٰ حضرت محمد نادر شاہ غازی کا خصوصی تذکرہ موجود ہے۔ علامہ لکھتے ہیں:

از من خواہش شد دو سہ سطری بہ عنوان مقدمہ دو اطراف ایں کتاب گراں قیمت کہ راجع بہ افغانستان نگارش یافتہ بنویسم۔ این تکلیف را بنظر رضا و استحسان می نگرم زیرا سرور و علاقہ ام با افغانستان نہ تنہا از جہتی است کہ من افغانہارا دایما یک ملت غیور و داراں قوہ خستہ گی ناپیذیر در زندگی میدانم بلکہ شرفیاں بحضور اعلیٰ حضرت محمد نادر شاہ غازی آں پادشاہ صاحب شمشیر و تدبیر بیشتر مرا قانع نمود کہ بہ نوا او در پیکر ملت افغان روح تازہ دمید و چشم ملت را بمنظر عالم امروزہ باز نمودہ۔[۲۴]

(مجھ سے کہا گیا ہے کہ افغانستان پر اس نفیس کتاب کے پیش گفتار کے طور پر چند سطریں لکھ دوں۔ مجھے اس فرمایش کے پورا کرنے میں خوشی محسوس ہو رہی ہے۔ نہ صرف اس لیے کہ میں افغانوں کا ایک جفاکش اور سخت کوش جاندار قوم کی حیثیت سے احترام کرتا ہوں بلکہ اس لیے بھی کہ مرحوم نادر شاہ کو شخصی طور سے جاننے کی عزت بھی مجھے حاصل ہے۔ وہ مجاہد، سیاست دان جس کی شخصیت نے اس کی قوم میں ایک نئی جان ڈال دی اور جدید دنیا کو سمجھنے کے لیے نئی نظر بخشی۔[۲۵])

حضرت علامہ اقبال کے کلام میں جا بجا نادر شاہ غازی سے متعلق اشعار ملتے ہیں۔ بالِ جبریل میں ایک نظم کا عنوان ہے

نادر شاہ افغان

حضور حق سے چلا لے کے لولوئے لالا
وہ ابر جس سے رگِ گل ہے مثل تارِ نفس
صدا بہشت سے آئی کہ منتظر ہے ترا
ہرات و کابل و غزنی کا سبزۂ نورس
سرشک دیدۂ نادر بہ داغِ لالہ فشاں
چناں کہ آتشِ اُو را دگر فرو نہ نشاں[۲۶]

جاوید نامہ میں آں سوئے افلاک کے تحت بہ کاخ سلاطین مشرق کے تحت ایک عنوان ہے۔

نادر ابدالی سلطان شہید

خسرواںِ مشرق اندر انجمن
سطوتِ ایران و افغان و دکن

نادر آں دانائے رمزِ اتحاد
با مسلماں داد پیغامِ وداد[۲۷]

نادر

خوش بیا اے نکتہ سنج خاوری
اے کہ می زیبد ترا حرفِ دری
محرمِ رازیم با ما راز گوے
آنچہ میدانی زایراں بازگوے[۲۸]

اسی نظم میں ابدالی کے عنوان کے تحت ایک بار پھر نادر شاہ کا تذکرہ کرتے ہیں:

آنچہ بر تقدیر مشرق قادر است
عزم و حزم پہلوی نادر دراست
پہلوی آں وارثِ تختِ قباد
ناخنِ او عقدۂ ایراں کشاد
نادر آں سرمایۂ درانیاں
آں نظامِ ملت افغانیاں
از غمِ دین و وطن زار و زبوں
لشکرش از کوہسار آمد بروں
ہم سپاہی، ہم سپہ گر، ہم امیر
باعدو فولاد و با یاراں حریر
من فدائے آنکہ خود را دیدہ است
عصر حاضر را نکو سنجیدہ است
غربیاں را شیوہ ہائے ساحری است
تکیہ جزبر خویش کردن کافری است[۲۹]

فردوسِ بریں میں سلطان شہید اور زندہ رود کے طویل مکالمے کے بعد سلطان شہید کا پیغام بنامِ رود کاویری حقیقت حیات و مرگ شہادت کے نام سے طویل نظم موجود ہے۔[۳۰]

۱۹۳۳ء میں اعلیٰ حضرت محمد نادر شاہ غازی کی دعوت پر علامہ افغانستان تشریف لے گئے وہاں کے تاثرات و کیفیات کو مثنوی مسافر میں بیان کیا جہاں جابجا نادر شاہ غازی کا تذکرہ ملتا ہے۔

نادرِ افغان شہ درویش خو
رحمت حق برروانِ پاک او

کار ملت محکم از تدبیر او
حافظ دین مبین شمشیر او
چون ابوذر خود گداز اندر نماز
ضربتش ہنگام کین خارا گداز
عہدِ صدیقؓ از جمالش تازہ شد
عہدِ فاروقؓ از جلالش تازہ شد
از غمِ دین درویش چوں لالہ داغ
در شبِ خاور وجودِ او چراغ
در نگاہش مستی اربابِ ذوق
جوہرِ جانش سراپا جذب و شوق
خسروی شمشیر و درویشی نگہ
ہر دو گوہر از محیط لا الہ
فقر و شاہی وارداتِ مصطفیٰ است
این تجلیہاے ذات مصطفیٰ است
این دو قوت از وجودِ مومن است
ایں قیام و آں سجودِ مومن است
فقر سوز و درد و داغ و آرزوست
فقر را درخوں تپیدن آبروست
فقر نادر آخر اندر خون تپید
آفرین بر فقر آن مرد شہید
اے صبا اے رہ نوردِ تیزگام
در طواف مرقدش نرمک خرام
شاہ در خواب است پا آہستہ نہ
غنچہ را آہستہ تر بکشا گرہ[۳۱]

مذکورہ مثنوی میں شہر کابل میں ورود اور اعلیٰ حضرت نادر شاہ سے ملاقات اور ان کی اقتدا میں نماز کی ادائیگی کے علاوہ اعلیٰ حضرت نادر شاہ کے اوصافِ حمیدہ کو خوب صورت انداز میں بیان کیا ہے۔ ان اشعار سے یوں محسوس ہوتا ہے جیسے اعلیٰ حضرت نادر شاہ میں اقبال کا مردِ مومن اپنی پوری جرات و شجاعت اور حکمت و عظمت سے مجسم ہو گیا ہے۔ اقبال کو ان کی شخصیت میں اسلاف کی خوبیاں اپنے دور کے مقتضیات

سمیت جلوہ گر نظر آتی ہیں۔ علاوہ ازیں اسی مثنوی قرآن مجید کے ہدیہ کے مطلق اقبال کے اشعار ہیں جن قرآن مجید کی تعریف وتوصیف کی گئی ہے۔ اور نادر شاہ کی اقتدا میں نماز کی ادائیگی بھی مذکور ہے۔

یہاں میں حضرت علامہ کی وہ یادداشت نقل کرنا ضروری سمجھتا ہوں جو انھوں نے بالِ جبریل میں ''افکارِ پریشاں'' سے پہلے درج کی ہے اور اعلیٰ حضرت نادر شاہ غازی کے لطف وکرم کا تذکرہ کیا ہے:

اعلیٰ حضرت شہید امیر المومنین نادر شاہ غازی رحمتہ اللہ علیہ کے لطف وکرم سے نومبر ۱۹۳۳ء میں مصنف کو حکیم سنائی غزنوی رحمتہ اللہ علیہ کے مزار مقدس کی زیارت نصیب ہوئی۔ یہ چند افکارِ پریشاں جن میں حکیم کے ہی ایک مشہور قصیدے کی پیروی کی گئی ہے اس روز سعید کی یادگار میں سپرد کیے گئے۔ ما از پے سنائی وعطار آمدیم۔[۳۴]

حضرت علامہ کی لوحِ مزار پر کندہ تحریر پر بھی محمد نادر شاہ غازی کا خصوصی ذکر موجود ہے یاد رہے کہ یہ کتبہ افغانستان حکومت کی جانب سے علامہ کے مزار کے لیے خصوصی طور پر بنایا گیا ہے۔

شاعر وفیلسوف شرق داکتر محمد اقبال کہ راہ سعی وعمل وروحِ اسلام را بہ ہم کناں روشناختہ وازیں رو مظہر قبول محمد نادر شاہ غازی ملت افغان واقع شد۔ در ۱۲۹۴ھ تولد و بسنہ ۱۳۵۷ھ ق وفات یافت۔

علامہ سے نادر شاہ کے قریبی مراسم اور نادر شاہ سے اقبال کی عقیدت کا یہ عالم ہے کہ جاوید منزل میں علامہ کی خواب گاہ میں علامہ کے سرہانے اپنی بڑی سائز کی تصویر کے علاوہ دائیں جانب محمد نادر شاہ غازی اور بائیں جانب سر راس مسعود کے نسبتاً چھوٹے سائز کی تصاویر رکھی ہیں جو آج تک اسی حالت میں محفوظ ہیں۔

حوالے و حواشی

١۔فقیر سید وحید الدین: روز گار فقیر، جلد اول۔ لائن آرٹ پریس، کراچی، ۱۹۶۵ء، ص ۸۹۔
۲۔طاہر تونسوی: اقبال اور عظیم شخصیات، تخلیق مرکز، لاہور، ۱۹۷۹ء، ص ۱۶۵۔
۳۔طاہر فاروقی: سیرت اقبال، قومی کتب خانہ، لاہور، طبع سوم، ستمبر ۱۹۴۹ء، ص ۸۰-۸۱۔
۴۔اللہ بخش یوسفی: سرحد اور جدوجہد آزادی، مرکزی اُردو بورڈ، لاہور، ۱۹۶۸ء، ص ۴۷۹۔
۵۔ہفت روزہ، چٹان، ۱۸/فروری، ۱۹۷۴ء۔
۶۔طاہر تونسوی: اقبال اور عظیم شخصیات، تخلیق مرکز، لاہور، ص ۱۴۴۔
۷۔میر عبدالصمد: اقبال اور افغان، یونی ورسٹی بک ایجنسی، لاہور، ۱۹۹۰ء، ص ۱۱۷۔
۸۔اقبال اور عظیم شخصیات، ص ۱۶۷-۱۶۸۔
۹۔علامہ عبدالحیٔ حبیبی: دافغانستان پیشلیک، بیہقی مؤسسہ کتب کابل، ۱۳۴۳ھ ش، ص ۲۶۴۔
۱۰۔محمد عبداللہ قریشی (مرتب): روحِ مکاتیب اقبال، اقبال اکادمی پاکستان، لاہور، ۱۹۷۷ء، ص ۳۹۴۔
۱۱۔دافغانستان پیشلیک، ص ۲۶۴۔
۱۲۔روحِ مکاتیب اقبال، ص ۳۹۶۔
۱۳۔علامہ اقبال: مثنوی پس چہ باید کرد مع مسافر، شیخ غلام علی اینڈ سنز، لاہور، طبع نہم، ۱۹۸۵ء، ص ۵۶۔
۱۴۔ایضاً، ص ۶۳۔
۱۵۔اقبال ریویو، لاہور، جنوری ۱۹۷۶ء، ص ۳۹-۴۰۔
۱۶۔مثنوی مسافر، ص ۶۲۔
۱۷۔ایضاً، ص ۶۳۔
۱۸۔مکالمات اقبال، ص ۱۴۔
۱۹۔سید سلیمان ندوی: سیر افغانستان، شیخ غلام علی اینڈ سنز، لاہور، سنہ ندارد۔
۲۰۔لطیف احمد شروانی (مترجم): حرفِ اقبال، علامہ اقبال اوپن یونی ورسٹی، اسلام آباد، سنہ ندارد۔
۲۱۔روحِ مکاتیب اقبال، ص ۴۸۰۔

۲۲۔ محمد حمزہ فاروقی: اقبال کا سیاسی سفر، بزمِ اقبال لاہور، ۱۹۹۲ء، ص ۲۰۷۔

۲۳۔ روحِ مکاتیب اقبال، ص ۴۸۱۔

۲۴۔ مجلّہ 'کابل' ۲۲ مارچ ۱۹۳۵ء، ص ۸۶-۸۷۔

۲۵۔ اقبال اور عظیم شخصیات، ص ۱۷۰-۱۷۱۔

۲۶۔ علامہ محمد اقبال: بالِ جبریل، شیخ غلام علی اینڈ سنز، لاہور، ۱۹۹۱ء، ص ۱۵۳۔

۲۷۔ علامہ محمد اقبال: جاوید نامہ، شیخ غلام علی اینڈ سنز، لاہور، طبع یازدہم، ۱۹۸۶ء، ص ۱۷۲۔

۲۸۔ جاوید نامہ، ص ۱۷۳۔

۲۹۔ ایضاً، ص ۱۸۰۔

۳۰۔ ایضاً، ص ۱۸۰-۱۸۶۔

۳۱۔ مثنوی مسافر، ص ۵۵-۵۶۔

۳۲۔ ایضاً، ص ۶۱-۶۳۔

۳۳۔ ایضاً، ص ۸۰۔

۳۴۔ بالِ جبریل، ص ۲۲۔